

غالب انوشی محمدی خادم برہان

مولانا ابو محفوظ الکَریم معصومی پروفیسر حدیث و تفسیر مدرسہ غالبہ کلکتہ

مغربی بنگال میں برہد آن تیموری سلطنت کے زمانہ میں علم و ادب کا ایک قابل ذکر مرکز رہ چکا ہے۔ عہد جہانگیری کے حضرت حمید بنگالی (جو علوم شریعت کے زبردست فاضل تھے) اور بالآخر مجدد الف ثانی کی نظر کیمیا اثر کے فیض سے عیار خالص بن کر چمکے اسی سرزمین سے تعلق رکھتے تھے۔ بہرام ستاینہیں پیوند خاک ہونے جن کے شاعرانہ جوہر کی نمود دیوان دستیابنجوں سے ہوتی ہے۔ بوباکس کے اولوالعزم زمیندار صدر الدین موسوی بولہاری (م ۱۷۹۹ء) کا مشہور مدرسہ جلالیہ اٹھارہویں صدی کا عظیم دارالعلوم تھا جس میں علامہ عبدالحی بحر العلوم فرنگی ملی زینت آرائے مسند صدارت تھے۔ ادب جہاں بیک وقت آئمہ سولہبار کے قیام و طعام اور دوسرے تمام مزدوریات کی کفالت تنہا بانی مدرسہ کی جانب سے ہوتی تھی۔ مقامی اور غیر مقامی علماء کی ایک منتخب ٹولی صرف نادر و کیا بہ مخطوطات کی تلاش نقل نویسی اور مقابلہ کی خدمت انجام دینے کے لیے ہر وقت اس دارالعلوم سے وابستہ تھی۔

انیسویں صدی کے علماء ادباء اور شعراء جو اس خطے سے تعلق رکھتے تھے ان میں انوشی محمدی برہدانی کی یگانہ ہستی ہے جو فارسی زبان کے بہتے شوق شاعر اور بلند پایہ ادیب شاعر تھے۔ تخلص خادم تھا اور غالباً پوری زندگی تالیق و نظم کی حیثیت سے فارسی زبان و ادب کی خدمت میں بسر کی۔ خوش قسمتی سے ان کا مجموعہ کلام یا دیوان ان کی زندگی ہی میں طبع ہوا۔ ان کے صاحبزادے

نجم الحق نے اسے مرتب کیا اور اس کا مقدمہ لکھا۔ خادم بردوانی کی زندگی کے بارے میں مختصر حالات کے لیے ہم زیادہ تر اسی مقدمہ کے مریضوں میں جو مندرجہ ذیل معلومات کا بیشتر حصہ فراہم کرتا ہے۔

خادم بردوانی، مہاراجہ مہتاب چند بہادر، والی بردوان کے تالیق و اساتذہ تھے۔ (مہتاب چند کو سابق مہاراجہ بیج چند نے ۱۸۲۶ء میں منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا یہ دراصل مہارانی مکمل کمار کی بیٹی تھیں، باب کا نام بہان چند ہوا تھا۔ بہر حال مہاراجہ بیج چند کے فوت ہونے کے بعد (۱۸۳۷ء) مسند نشین ہوتے اور بیٹا انڈیا کمپنی نے بھی خلعت دیا ۱۸۵۵ء میں سنتھال تحریک کے مقابلہ میں مہتاب چند نے کمپنی کی بھرپور معاونت کی پھر ۱۸۵۸ء کے موقع پر کمپنی کی وفاداری میں پیش پیش رہے۔ اور ۱۸۸۸ء میں فوت ہوئے۔ یہ تاریخ بنگال ڈسٹرکٹ گزیٹر کی روایت سے ہے۔ ورنہ بی۔ کے۔ موکر جی نے اپنے مقالہ ANNALS OF BURDWAN میں لکھا ہے کہ مہتاب چند کی عمر بوقت مسند نشین ہارہ سال کی تھی، لارڈ بینٹنک LORD BENTINCK نے مہتاب چند کے خطاب و منصب کی توثیق اپنے فرمان مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۳۲ء کے ذریعہ کی تھی ۱۸۳۲ء سے مہتاب چند خود تمام اہلک کی دامت بنگالی کرنے لگے، ورنہ اس سے قبل تک مہارانی مکمل کمار کی اور اس کے بھائی بہان چند بابو کی مشترکہ سرپرستی کے تحت نظم و انصرام ہوتا رہا تھا۔ مہتاب چند، ۴۲ سال گدسی پر براہمان رہ کر ۱۸۴۹ء میں فوت ہوئے۔ انہوں نے بردوان میں ایک فرسی انگلش اسکول جاری کیا، ایک دو اخاندہ غراب کے علاج معالجہ کے لیے قائم کیا۔ اور رامائن، مہابھارت وغیرہ کے مترجم کی اشاعت اور ان کے نسخوں کی مفت تقسیم کا اہتمام اگ کیا۔) بظاہر مہاراجہ نے اپنے تالیق کے حق اساذی کی نگہداشت و دوا لبرائی رکھی۔ مہاراجہ کا اسکول جو بردوان میں تھا اس میں فارسی زبان و ادب کے اساذ کی حیثیت سے خادم مصروف درس و تدریس رہے۔ خوشنویسی میں بھی دستگاہ رکھتے تھے

لے دیکھئے۔ J.C.K. PETERSON BENGAL DISTRICT-GAZETTERS

BURDWAN, P.P. 38-39, CALCUTTA, 1910

B.K. MUKERJEE ANNALS OF BURDWAN CALCUTTA

REVIEW, VOL. 259, P.P. 127-129 CALCUTTA-1910

اور فرصت کے اوقات میں خط نستعلیق کی مشق سے ہی پہلاتے تھے۔ بلکہ فکرِ شعر و شاعری پر خوشنویسی کی مشق کو ترجیح دیتے تھے۔ غالباً یہ اور عمر کی بات ہے جبکہ تحریر و کلمن ساگی کے نتیجے میں برسی درودِ شاعری یا نظم نگاری کے عیوب ان پر کھل چکے تھے۔ دیوان کی فصاحت اور شور و کلامِ ہنرمند نگاہ ڈالنے سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کو ایک غرضہ تک شعر گوئی میں انہماک رہ چکا ہے۔ دیوان شاہد ہے کہ فارسی زبان جیسے خادم کی گھٹی میں پڑی تھی ہندوستان کے فارسی گو شعراء بالعموم اپنا جو مقام رکھتے ہیں خادم بردوانی اس سے کتر کسی بات میں نہیں ہیں۔ دیوان کا بڑا حصہ غزلیات پر مشتمل ہے، قصائد، قطعات اور ثنویاں بھی ملتی ہیں۔ زبان سہل سلیس اور پاکیزہ ہے۔ تعقید اور صنعتی تعلقات سے پاک صاف خیالات عام روش سے اگرچہ الگ نہیں تاہم کہیں کہیں بلند پروازی بھی ملتی ہے۔ طرزِ ادا سنجیدہ اور دلکش ہے۔ غرض پورا دیوان زبانِ دیوان کے لحاظ سے شاعر کی کہنہ مشقی اور حسن مذاق پر شاید عدل ہے۔ گاہ نگاہ شاعرانہ، امانیت، دھرمہ پردازی سے باز نہیں آتی، لیکن اس میں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹتا ایسے موقوف پرودہ اپنے مرزوم بردوان کو نہیں بھولتے اور اس سے اپنی فطری محبت کا اظہار بے ساختہ کرتے ہیں۔ چند اشعار اس سلسلہ کے درج ذیل ہیں :-

بردوان و من و ایں طرزِ فصاحت خادم
ورد از خاکِ مغایان دہ از شیرازم (دیوان مغلط)
ایک جگہ مختلف انداز بیان میں کہا ہے :-
چناں از نظم خادم بردوان مشہور شد کائیک
نمی آرد کسے یرب و گد ذکر مغایان را (دیوان مغلط)
یہی انداز کچھ اور بدل جاتا ہے ملاحظہ ہو :-

خادم امروز از کلام تو
بردوان مشہور چو شیراز است (ع و م)
پھر اسی مضمون کو کچھ اور دلکش انداز میں ادا کرتے ہیں :-

کسے ز خادم و از بردوان اگر پرسد
بگوئے صاف کہ آں پہل ایں گمانت رہ صاف
بہر حال، ہلکا شاعر بردوان سے دست کش ہونا تصور میں نہیں لانا چاہیے اس کا عظیم حاضر غائب ہے

اسی مضمون کو جب باندھتے ہیں تو اپنے حوالہ نشاء کو نظر انداز ہی نہیں کرتے بلکہ جو 'امانیت' میں ایسا انداز اختیار کرتے ہیں جس سے بظاہر وطن ہیزاری چمکتی ہے، فرماتے ہیں :-
 غالب زہد نیست نوائے کہی کشم گونئی ز اصفہان دہرات و قسیم ما (گلیا غالب ص ۷۶)
 یا پھر اس طرح زمرہ منج ہوتے ہیں :-

غالب سخن از ہند بروں بر کہ کس اینجا سنگ از گہر و شعبہ ز اعجاز دانا است (گلیات ص ۶۸)
 اور کبھی یوں غمہ سرائی کرتے ہیں :-

بود غالب عند لیے از گلستان غم من ز غفلت طوطی ہندوستان نامید (ص ۱۵۶)
 اور آقا خرمیہاں تک فرمادیا کہ :-

غالب از آب ہواتے ہند سہل گشتہ نطق خیر تا خود را بہ اصفا مان و شیراز اقلیم (ص ۱۹۳)
 شدت امانیت کا یہ عالم بادی المنظر میں فنکار کی سقیم ذہنیت کا آئینہ دار ہے، جس سے بحث کرنا ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ بہر حال اس طوطی ہندوستان کا گلیات عجب نہیں کہ غلام کی نظروں سے گزرا ہوگا۔ غالب کا گلیات ۱۸۹۵ء میں مطبع دارالاسلام دہلی سے اور ۱۸۹۳ء میں نول کشو کے مطبع سے چھپ کر عام ہوا۔ ان میں سے کوئی ایک ایڈیشن مغربی بنگال کے اس طوطی شکر مقال کے کام و دہن کے لیے ذوق بخش ہوا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ غالب کی زمین میں ہمارے برد وانی شاعر نے کبھی کبھی طبع آزمائی کی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے غالب کی غزل جو ان اشعار پر ختم ہوتی ہے :-

بعد از حزیں کہ رحمت حق برد والش باد ہکر وہ ایم تربیت فن دریں چہ بحث (گلیات ص ۹)
 اوجہ جنت غالب دمن دستہ دستہ ام عربی کسے است لیکٹ چوں بن دیگ بحث (ص ۹)
 اب خود فرمائیے 'طوطی بنگال' نے کس شان سے ہم صغیری کی ہے :-

گز ساقم ہمیکہ مکن دریں چہ بحث بتناہ شد چہ جاتے بہین دریں چہ بحث
 خود از غم بجزیر دلم باز دستہ غم از آن تست لے بت پر فز میں چہ بحث (دیوانہ ص ۷۶)

ہاں دم نزن ز آتش عشق دولت بسوخت آتش در او فداؤ بخرمن دین چہ بحث
 دفعصل گل کہ جوش جنن است خاصا چاکلی اگر ندیم دامن میں چہ بحث
 پشعمرن کہ دوست پسندی ہی کند گرا عتر امن رفت زوشن دین چہ بحث
 رد و قبول خلق چو یکسو نہادہ ایم گز نشوم زیش و برین دین چہ بحث
 خادم چہ ہرزہ گوئی غالب کہ گفتہ است (عرفی کہے است لیکٹ چون بن دیج بحث) (دیوانہ خادم ملک)
 عرفی کے ساتھ ایسی عقیدت کشتی جس کے نتیجہ میں غالب کو ہرزہ کو کہنے میں بھی ہان نہیں کیا گیا معنی
 پسندی کے علاوہ جوان خون کی سرخی کا پتہ دینی ہے۔ ورنہ خادم کو غالب سے کچھ کم عقیدت نہیں سہی۔
 ایک دوسری غزل ملاحظہ فرمائیے جو غالب ہی کی زمین میں ہے، غالب کا مطلع حسب ذیل ہے:-
 جنوں ستم بفضل نوبہار می توان کشتن صراحی بکرفت و گل در گداز می توان کشتن (دہلیات ۱۹۵-۱۹۵)
 خادم کی غزل یہ ہے:-

دل پر داغ شد در لالہ زارم می توان کشتن ز گلشن بردن ویر کو ہسارم می توان کشتن
 بجرم اینکہ از سن راز عشقش آشکارا شد سرا بازار یا برہ گدازم می توان کشتن
 بیا دآں گل روش کہ ہر دم گریہ با دارم برد بارش ابرہ ہارم می توان کشتن
 بمشہد بے تکلف و لباس خاکسار نام کنون از طبع بروئے خدام می توان کشتن
 بمن کا مشب نمودی و غلہ از وصل نسیم کہ آخر تا سحر در انتظارم می توان کشتن
 بمو قعدی کند بنگار پروانہ بیدارم حریفان بعد ایں شمع مزاجم می توان کشتن
 کس مست از جفا چوں نے چندان معیای اگر زبان شکوہ بہ لب گدازم می توان کشتن
 زبان وصل آخر شد و قدماں ندانستم بجرم غفلت آن در دگر گدازم می توان کشتن

گمیریہ تاکہ بر حال من چوں غالب اے خادم

(جہا از خانمان و دہا ز دیارم می توان کشتن) (دیوان ص ۱۸۹-۱۹۰)

جیسکہ عرفی کہ چکا ہوں، خادم مرزا غالب کے معتقدین میں تھے۔ مرزا کی زندگی کا آفتاب

اصل چکا تھا، جب خادم کے لیے ایک لمبے سفر کی تقریب پیدا ہوئی۔ دہلی کی سیر کا موقع ہاتھ آیا اور خوش قسمتی سے غالب یگانہ کی دید و شنید سے شاد کام ہو کر لوٹے تقریب سفر کی بابت دیوان کے مرتب نجم الحق کامیان ہے کہ مہاراجہ پٹیالہ کی کتخدائی کے موقع پر ۱۸۹۷ء (۱۲۸۱ھ) میں مہاراجہ بردوان نے اپنے خدمت ششم کے ساتھ اس دعوت میں شرکت کی۔ اور اپنے استاد منشی محمدی خادم کو بھی ہمراہ چلنے کے لیے بلادہ کیا۔ بلکہ خود نجم الحق بھی اس سفر میں ساتھ گئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں:-

”در ۱۲۸۱ھ ہجری یک بار مہاراجہ مہتات چند بہادر والی بردوان کر شاگرد شان بودند، مدعوت شادی مہاراجہ پٹیالہ مع سواران وغیرہ با سامان شاکستہ فرستادند، بندہ ہم ہمراہ بود۔ دران جا اتفاق ماندن بست پنج روز شدہ بود (مقدم دیوان خادم: ص ۴۴) دیوان میں ایک قصیدہ ملتا ہے جس کی سرخی ہے: قصیدہ تہنیت شادی راجہ پٹیالہ (ص ۱۴)، لیکن اس کا مطلع ہی انداز کرنے کے لیے کافی ہے کہ سرخی قائم کرنے میں مرتب دیوان سے غلطی ہو گئی ہے، مطلع یہ ہے:-

ز آسمان وز میں شو تہنیت برخواست کہ جشن صدرینی راجستہ والا ست

قصیدہ میں کل ۳۳ بیت ہیں لیکن کسی ایک بیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ قصیدہ کا تعلق جشن کتخدائی سے ہے مطلع خود پکا کر کہہ رہا ہے کہ یہ موقع مسند نشینی کا تھا نہ کہ جشن شادی۔ مہاراجہ پٹیالہ مہند سنگھ بہادری کی تاریخ مسند نشینی یہ قول خلیفہ سید محمد حسن خاں، وزیر اعظم ریاست پٹیالہ ۲۹ جنوری ۱۸۹۷ء ہے۔ دس برس چار مہینے بارہ دن کی عمر میں تخت ریاست پر بیٹھے۔ یہ رسم بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ بنارس، بردوان وغیرہ ریاستوں کے اہل کار ۱۰۰۰ اور روسائے شریک دربار ہوتے بہر حال اس موقع پر منشی محمدی خادم کا شریک ہونا ثابت نہیں ہے۔ قصیدہ میں ذیل کے اشعار جاری تائید ہیں:-

بہرمت از نرسیدم بقائے عمر تو باد برائے تہنیت تو ہی قصیدہ ماست

چونامہ تو در آمد بہ پیش آفتابیم نمود امر کہ ہاں پانچس کین آراست

پس از فراغت آں یک یک بخوش سرود پس ایں لوہے حلیج تو از دم برخواست

کھن مجلس تو می کنم ردال برگیر کہ ایں عروس بھد تہنیت است بکلم کالت

تقریب: یہ مسند نشینی، تاریخ پٹیالہ ص ۵۶۸-۵۶۹ مطبوعہ انیسویں ہجری، مسند نشینی ۱۸۹۸ء

ماں معلوم ہوا کہ جتنی سند نشینی جو اس قصیدہ کا صحیح عنوان ہے، اس میں خادم شریک دربار نہیں تھے۔ البتہ انھوں نے بطور خود اپنا مدحیہ قصیدہ ضرور بھیجا تھا۔ جب مرتب یا مطبع کی غلطی سے دقتینت شادی راجہ پٹیلار کے زیر عنوان درج ہو گیا ہے۔ تو ٹوٹے عرصہ بعد مہاراجہ ہند سنگھ کی شادی سرہند میں ۵ مارچ ۱۸۶۵ء میں ہونے لگی۔ جس میں خادم سے ہوئی۔ جس میں خادم اپنے لڑکے نجم الحق کے ساتھ شریک ہوئے۔ اور یقیناً اس موقع پر خادم نے الگ قصیدہ پیش کیا ہوگا۔ لیکن افسوس ہے کہ وہ قصیدہ دیوان کے مطبوعہ نسخہ سے خارج رہ گیا ہے۔ اور اب اس کا سراغ نہیں ملتا۔

خادم کے مذکورہ بالا قصیدہ کی شہادت ہے کہ انھوں نے سابق مہاراجہ نریندر سنگھ آن پٹیلار کی مدح میں بھی کم از کم ایک قصیدہ لکھا تھا جس پر مہاراجہ کی طرف سے تین ہزار کی گران قدر رقم ملی تھی۔ مہاراجہ نریندر سنگھ کی قدر دانی و کشادہ دستی کا ثبوت یہ ہے کہ اتنی ہی رقم ان کی طرف سے سید کو بھی ایک قصیدہ کے صلہ میں ملی تھی جو لندن سے بھیجا گیا تھا۔ غالباً سید سے مراد سید احمد خاں کے علاوہ کوئی بزرگ ہیں جن کا تعین سر دست نہیں ہو سکا۔ بہر حال ملاحظہ فرمائیے مندرجہ ذیل بیانات۔

بخشش پدر تو چہا کنم اظہار کہ سر ہزار دم بذل او بوجہ صلاست
ہاں قصیدہ کہ سید نوشت از لندن ہمیں صلاش فرستاد یارب! ایچ صلاست
مطبوعہ نسخہ اس قصیدہ سے بھی خالی ہے۔

پٹیلار میں خادم کا قیام ۲۵ دن رہا۔ نجم الحق رقم طراز ہیں کہ اس کے بعد مہاراجہ برہم دھن سے خادم نے مراجعت وطن کی اجازت لی اور واپسی میں علی گڑھ رکول کی آب و ہوا جو پسند آتی تو یہاں بھی ہفتہ بھر قیام کیا پھر دہلی کا رخ کیا اور مہینہ بھر دہلی میں مقیم رہے اس عرصہ میں مرزا غالب سے ملاقاتوں کا سلسلہ رہا۔ ایک موقع پر مرزا کی فرمائش سے اپنی تازہ غزل سنائی جس کے ایک شعر پر مرزا نے خوش ہو کر بہت داد دی۔ دیباچہ میں صرف منتخب بیت کا اندراج ہے یہاں پوری غزل نقل کی جاتی ہے۔

کس با آرام نہ اگر دوش ایام نشست بر کس از پنجہ فلش بدل چاک نشست

لے ایضاً، تانت پٹیلار ۱۸۶۵ء ۲۵ مارچ سید احمد خاں کے سفر لندن کی تاریخ پر مل گیا ہے۔ دیکھئے حیاتِ جاوید صفحہ ۸۱

بہر تعظیم خیامش کہ چو آمد ز ادب اشکم از دیدہ بروں آمد و بر خاک نشست
مگر کشی تھم دوت آخر ز بلندی در پست تیر بر باد ببالا شد و بر خاک نشست
بعد ازین باک نہ دارم ز رقیب بد خو یار در خانہ من آمد و بیباک نشست
خادم ایک دیگر از غذر خواہی برخواست

زیر شمشیر تولے قاتل سفاک نشست (دیوان ص ۷۷)

دشمن جس کو شن کر مرزا بھی اچھل پڑے تھے۔ ظاہر ہے کہ دوسرا شعر جو سکتا ہے۔ اہل نظر کو شاید اختلاف نہ ہوگا کہ اس شعر پر داد سخن دینے میں غالب کا خلوص و جذبہ تحسین واقعی کار فرما رہا ہوگا۔ جس کا مقابلہ ”دشمن بہ مثال“ کی تعریف و توصیف سے نہیں کیا جاسکتا۔ مرزا نے خادم کی بیامن لے کر کہیں کہیں سے پڑھنے کی زحمت بھی اٹھائی تھی خود نظم الحق کے الفاظ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔
”..... از آنجا رخصت شدہ در علی گڑھ کہ معروف بکویل است یک ہفتہ کہ آب و ہوائے
آنجا خوش یافتند استقامت ورزیدند۔ بعد ازاں علی التواتر دہلی رشیدہ تا یک ماہ مقام کردند۔
و آنجا از میرزا نو شاہ نواب اسد اللہ خاں غالب بسیار اتفاق مجالست می افتاد۔ میرزا سے
موصوف از دور دیدہ بری خواستند و می فرمودند ع ۱۔“

بیباک کہ براہ تو چشم داد ارم

و ہنگام رخصت فرمودند کہ محبت صاحب دردم جا کردہ است۔ و بیاض اشعار و اہل دست خود
گرفتہ می خواندند روزے در آستانے کہ کلام گفتند؛ وہی شب چیزے کہ دارد طبع شدہ باشد
بفرماید۔ گفتند کہ از مہاجرت فرزنداں و عزیزاں وطن، دل را اضطرابی مای باشد، چو گویم!
معہذا غضب غزل گفتہ ام۔ خواندند چوں نوبت این شعر افتاد بیت ۱۔

بہر تعظیم خیامش کہ چو آمد ز ادب اشکم از دیدہ بروں آمد و بر خاک نشست
از جابر جہتند و بارک اللہ فرمودند (دیباچہ: ص ۷۷)

خادم کی ایک اور غزل قیام دہلی کہ یادگار معلوم ہوتی ہے۔ اس کے چند منتخب اشعار

یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

تاجان بن ماست بہا شد سخن ما از بہر چہن است زبان دردہن ما
 ہر غمخ کہ جنگفت پرید از رخ اورنگ ہر نگ خزاں است بہار چمن ما
 لے کاش کہ در ساغر زین بگلستان مے دردہاں سانی سین ذقن ما
 امروز غربت کہ فنا دیم بد صلی خادم کہ رساند خبرے از وطن ما
 دہلی سے واپس پر خادم نے مرزا کو کم از کم ایک خط ضرور لکھا تھا۔ اور اس کے ساتھ
 ایک تازہ غزل بھی تھی۔ پتہ نہیں مرنا نے کیا جواب دیا۔ اور دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ
 قائم رہ سکا تھا یا نہیں! غالباً خود مرزا کے اٹوٹ اور فارسی خطوط کے مجموعے جواب تک منظر عام پر
 آچکے ہیں خادم بردوانی کے نام سے خالی ہیں۔ وہ غزل جو بردگان پنج گمرنا کو بھیجی گئی بہر حال
 دونوں کے تعلقات کی ایک کڑی ہے لہذا ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔

ہوئے آن حرم جنت آسامی کشد مارا ز باد صبح بخوابیم افروز تیزی پارا
 دل من از فروغ عشق غیرت نورشیدی گردد بیاد آدم چور دئے دلبراں ماہ سہارا
 اگر آزادگی خواہی تو از ہم صحبتاں گم شو کجا در دام میباداں کسے دید است فقار
 درازاں دہاں واقع خواہی شد لاہر گز کہ کس نکشود و نکشاید بکبت این مستارا
 خیال از خواب اندر نمی آید با فوشم بہر شب می کشایم من بخت دست تمنا را
 نسیم صبح امروز از سر کوشش ہی آید کہ می یابم ہما با بونے زلف عنبر سارا

فضائے دہلی و گلکشت باغ و سیر بازار سن

چو در دل یاد آید خادم از جامی برد مارا (دیوان: مسدود مقدمہ)
 دونوں کے تعلقات کی آخری کڑی وہ تاریخی قطعہ ہے جو خادم نے مرزا کی وفات پر لکھا ہے۔
 یکتائے دہر غالب جلا دیوان ما گوئے سخن بیک سخن بود بادشاہ

لے چہ مرزا حافظ شیرازی کا ہے۔

روز و شب دوم و یقیناً از جہاں در بارغ خلد رفت بر در رحمت اللہ
 خادم ز سال رحلت از فکر چوں نمود آخذند از غیب کہ غالب بمو آہ
 اگرچہ مادۂ تاریخ ایسا ہے جس میں قبول مولانا حاکمی دس بارہ آدمیوں کو توار دہوا لیکن مہینہ اور
 تاریخ کے ساتھ روز و شب کی مراحت میری نظر سے میر مہدی مجروح کے مراسلہ کے علاوہ اسی
 قطعہ میں گزری ہے۔ بیکھانے دھڑ اور جادو بیان وغیرہ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا پر نقد و
 جرح کرنے والوں کے برعکس خادم بردوانی مخلص عقیدت مند اور سرگرم حامیوں میں سے ایک تھے۔
 انھوں نے یہ کہ غالب اور خادم کے تعلقات پر مزید روشنی ڈالنے سے ہم اس وقت قاصر ہیں۔
 ذیل میں سلسلہ خادم چند باتوں کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے۔

۱، خادم کی تعلیم اور مبلغ علم کی بابت میں کوئی تفصیل نہیں ملی۔ بظاہر مقامی طہار کے زیر سایہ
 انھوں نے تعلیم و تربیت کے مراحل طے کئے ہوں گے۔ علوم دینیہ اور عربی زبان و ادب سے براہ راست
 واقفیت کا اندازہ نہیں ملتا۔ پورے دیوان کا جائزہ لیجئے تو کہیں ان کی زبان پر عربی دانی کا اثر نمایاں
 نہیں ملے گا۔ البتہ ہمیں ان کے ایک استاد کا ظلم ایک تاریخی قطعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ سمرعنوان یہ
 عبارت ملتی ہے: "تاریخ وفات مولانا مرشد نامو لوسی زین العابدین مرحوم حیدر آبادی"۔ بہر حال یہ کہنا
 دشوار ہے کہ ان سے کسب فیض خادم نے بردوان ہی میں کیا یا کہیں باہر جا کر۔ پھر ان سے استفادہ
 کی نوعیت غالباً تصوف و روحانیت کے کسی سلسلہ تک محدود رہی ہے۔ قطعہ میں دس ابیات ہیں
 یہاں ان کا انتخاب نقل ہے تاکہ ان کی شخصیت کے متعلق قارئین کو کسی قدر اندازہ ہو سکے۔

درد او حسرتا کہ امام جہاں برفت	حامی دین و مہدی گم گشت گاہ برفت
مقبول بارگاہ خدایا زین العابدین	وا حسرتا جو باد ازیں خاکداں برفت
از بہر طوف کعبہ ہیں گشت کام سنج	کاہ اجل براہ ہم آنجا ز جاں برفت
از بست پنج شہر ریح نخست داں	کاں نخر روز گاہ در مال از جہاں برفت
دشہر سو بھی است مزار مقدس	صد رحمت اللہ بر آں آستان برفت

تاریخ سال رحلت او گفت علوم

آں مہدی زین زجہاں بہتک برفت (دیوان: ص ۲۳۴-۲۳۵)

اس کے بعد ایک چھوٹی سی ثنوی میں ان کے حالات کو نظم کیا ہے اور آخری ابیات میں دو تاریخی
ادبے بھی لکھے ہیں جن کا لے ہیں چند ابیات یہ ہیں:-

ہامی دیں بود آں مرتا من	ذات اد بود در جہاں فیاض
بسکہ علم حدیث و قرآن داشت	پاس شرع رسول اد جہاں داشت
راہ توحیدی نمود عیساں	دوری کرد شرک را زمیساں
گمران را براہ چن آورد	ہم ز شک در رویقین آورد
عارف و کامل و مدق بود	عالم و کامل و محقق بود

(۲۳۶-۲۳۵ دیوان ص ۲۳۶)

(۲) خادم کی ولادت اور وفات کی تاریخیں تادم تحریر معلوم نہیں ہو سکتی ہیں تاریخ ولادت
کے سلسلہ میں تعینہ لگانے کے علاوہ چارہ کار نہیں۔ یہ معلوم ہے کہ خادم بردوانی مہاراجہ بہتاپ
جند کے اتالیق تھے اور مہاراجہ بارہ سال کی عمر میں ۱۸۳۶ء میں سند نشین ہوئے اس طرح ان کی
پیدائش ۱۸۲۰ء کے قریب ہوئی ہوگی۔ استاد اور شاگرد کی عمر میں کم از کم دس سال کا فرق ہی
مان لیا جائے تو اس اندازے کے مطابق خادم کی ولادت ۱۸۱۰ء کے لگ بھگ قرار پاتی ہے۔
اور غالب سے ملاقات کے وقت (۱۸۸۳ء/ ۱۲۸۵ھ) خادم ۵۴ سال کے رہے ہوں گے۔ دیوان کی
لماعت جمادی الاول ۱۲۸۵ھ (مارچ ۱۸۸۵ء) میں ہوئی، جبکہ صاحب دیوان کی عمر ۴۷ سال کے
قریب تھی۔ اہتمام طباعت تک ان کی حیات کے ثبوت میں خاتمہ طبع کے یہ الفاظ ملتے ہیں: دیوان
جناب منشی محمدی صاحب نوشونوس غلص خادم بردوانی دام فیضہ استاد جناب مہاراجہ بہتاپ
چند بہادر، والی بردوان، سبھی فراوان منشی سید عبدالرحیم ابدنعت گویہ منظم طبع باہتمام عمر محمد
محمد خضر اللہ دلو بہ، در طبع قادریہ واقع ملکتہ نیمتہ گلی نمبر ۱۴ طبع شد (ص ۲۸۸)

(۳) بردوان میں خادم کی سکونت شاید محلہ گھٹے شہید میں تھی اس لیے کہ نجم الحسنی نے

مطبوعہ دیوان کے آخر میں اپنا پتہ یوں لکھا ہے: بیشتر نجم الحق ساکن بردوان محلہ گوراشہید۔
اب یہ محلہ گھٹا شہید کہلاتا ہے۔ لیکن مقامی لوگوں سے نجم الحق، یا اس کے خاندان والوں کی
بابت کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔

(۴) انیسویں صدی کا ماحول جس میں غالب گذرے ہیں اور خادم نے سب اپنی زندگی کے بہار
آخر میں مرحلے طے کئے، اس میں نابوں، مہاراجاؤں اور قلعہ داروں کی حاشیہ نشینی و مدح سرائی وغیرہ
شعرا کا معمول رہا ہے۔ خادم نے بھی مدحیہ قصیدے لکھے اور اپنی قابلیت کے جوہر دکھا کر مقصین
کا تقرب حاصل کیا لیکن تعجب ہوتا ہے کہ مہاراجہ بردوان کی مدح میں ہمیں کوئی قصیدہ اس
مطبوعہ دیوان میں نہیں ملتا صرف ایک قطعہ اس سے مستثنیٰ ہے جو سفر دہلی سے مہاراجہ کی مراجعت
کے موقع پر لکھا گیا ہے:-

بند الخمد کہ امروز شہر دہلی خوش بکا شانہ مہراج بہا در آمد
سال تاریخ چوبستم ز طبع حاتم گفت مارکہ ہمین است بس از دے عہد
ہمدچار تو شش مرتبہ بنویس و بگیمر سہ اداں درمائیہ درد بشریک بہ احد
ہمہ را از رہ ترتیب در آور بشمار صاف تاریخ زجبری ست عیاں در البعد

مہاراجہ کی تعریف میں کسی قصیدہ کا درج نہ ہونا ایسی بات نہیں جو اہمیت سے خالی ہو۔ جبکہ
شہزادہ بشیر الدین (رفیق) جان عالم و احمد علی شاہ سابق فرماں روا نے اودھ، سلطان حسین
امیر سندھ، سلطان فخر الدین وغیرہ کی مدح سرائی میں خادم کے طویل قصیدے ملتے ہیں، ایک
قصیدہ تہنیت بنیرہ خواجہ عبدالغنی نواب ڈھاکہ کی ولادت کے موقع پر لکھا گیا ہے۔ بطور بالا میں
گذر چکا ہے کہ خادم نے ایک قصیدہ مہاراجہ بیٹا نریندر سنگھ کی تعریف میں کہا تھا جس پر تین ہزار
کی رقم ملی تھی نیز مہاراجہ ہند سنگھ کی کھدائی کے جشن میں انھوں نے خالی ہاتھ شرکت نہیں کی
ہوگی لیکن مطبوعہ دیوان میں ان میں سے ایک قصیدہ بھی شامل نہیں ہے۔ لہذا ہم مطبوعہ دیوان
کو خادم کے کلام کا کامل مجموعہ قرار نہیں دے سکتے۔ یہ قصائد بظاہر شاعر کی زندگی ہی میں لکھے گئے

یا ان کی تعلیم محفوظ نہیں رہ سکیں۔

حاکم کے ممدوحین میں مولوی سید شرف الدین احمد شرافت الدولہ، امام بارگاہ محمدیہ ہونگلی کے متولی ہفتم شامل ہیں دیوان میں ان کے نام بھی کوئی قطعہ درج نہیں تھا جبکہ دروازہ خیال اور طبقات محمدیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۲۹۳ھ میں جب شرافت الدولہ کا تقرر منصب تولیت پر ہوا تو قطعات تہنیت پیش کرنے والے شعراء میں غلام بردہ قافی بھی تھے۔ قطعہ ذیل اسی موقع کی یادگار ہے۔

ہولے آں حریم جنت آسامی کشد ماما	ز بلا صبح میخوامیم افروں تیزی پارا
خدا یا آں جالے ماکہ در دل آند و دارم	مرا بنگاہ بکشایم بر آں چشم متن را
چخلق دوست بے پایاں پر طعن آوستیش آد	د آند ہر سر تحریر و تقریر پیش کرا پارا
بہر فقر کہ بنوسیم ہمانا وصف خلق او	بر آید از سر ہر حرف ہونے عنبر سارا
کشد آزاد طہاں را ز لطف دیگران خود	کند کیمیرا میر دام خلق خویش دہارا
کنایت تاکے باشد صریحاً نام او گویم	بہ آں باشد کہ بکشایم من اکنون این ہمارا
چہ نام است ایک سید شرف الدین افند خاند	کہ در ہونگلی ہم (او) بنواخت ہر اعلیٰ وطن را
خدا بر من تو تیش داراد با ثروت	کہ او در انتظام آور دجائے پاک شہدارا

خوش آن روزی کہ خادم خویش را بنیم پیہم او

بر نام از لب خود سر ہر حرف متن را (طبقات محمدیہ ص ۵۴-۵۵)

مطلع اس قطعہ کا مقدم الذکر غزل کا مطلع ہے جو مرزا کو بردہ خان پوچھ کر خادم نے بھیجی تھی۔ دیوان خادم کے تقریب نگاروں میں شرافت الدولہ نواب مولوی شرف الدین احمد بھی ملتے ہیں دیوان خادم ۲۷۵-۲۷۹ اس تقریب کی نقل دروازہ خیال کے آخری صفحات میں بھی ثبت ہے دروازہ خیال: ص ۲۷۶-۲۷۸، قول کشور لکھنؤ ۱۲۸۹ھ

۱۲۸۹ھ کے لیے دیکھئے صحیفہ شبی ص ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵

(۵) خادم کی اولاد میں ہیں صرف نجم الحق کے متعلق کچھ معلومات حاصل ہیں۔ ان کی پانچاں اس بیان کا مقدمہ ہے جس کو ہم ان کے ذوقِ ادب و فارسی، دانی کا مستحضر نمونہ قرار دے سکتے ہیں۔ شعر و شاعری سے لگاؤ اور ملی الخصوص فارسی میں لہجہ آزادی کا شوق گھر کے ماحول کا نتیجہ تھا۔ ذریعہ معاش یہ تھا کہ انجینئر ہو گئی کے دفتر میں کسی عہدہ پر ملازم تھے شروع میں ان کا میلان شاعری کی طرف زیادہ مائل رہا لیکن بہت جلد سنبھل گئے اور باپ کی ہدایت پر شوقِ سخن میں پڑ پڑی لیتا ترک کر دیا، دوستوں اور عزیزوں کے اصرار پر بطور تغین کچھ کہہ لیتے تھے اور بس بہر حال انھوں نے کہیں اپنا تخلص نہیں لکھا ہے۔ لیکن ایک شہنوی دیوان خادم میں ملتی ہے جس کا عنوان ہے: (در نصیحت فرزند ارجمند متخلص بہ مضطر) میرا خیال ہے کہ یہ فرزند ارجمند جن کا تخلص مضطر تھا، خود نجم الحق ہیں۔ یہ منظوم نصیحت سید صبی سادی زبان میں خاصہ کی چیز ہے اس میں ایک جگہ خادم نے شاعری سے باز رہنے کی ہدایت کی ہے۔

کم کم بنیال شعر پرداز کنز کار و گزینہ دارت باز
نجم الحق کی نظم نگاری کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ لیکن مقدمہ دیوان کو انھوں نے ختم کرتے ہی قطعہ تاریخ دیوان کے عنوان سے یہ دو شعر درج کیے ہیں:-

دیوان چہ خوش است بس ز خادم گو گز معانی اندران سفت
طبع تاریخ ادب کا ایک بین بحر معانی است برگفت
بظاہر یہ قطعہ خود نجم الحق کا نظم کردہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد کے قطعات نظم نگاروں کے نام کے ساتھ ملتے ہیں۔

خاتمہ مضمون میں قطعہ حمد، ایک غزل اور متفرق ابیات کا انتخاب قارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش ہے اس لیے کہ خادم کا دیوان مطبوع ہونے کے باوجود کیا اب اور نادر ہے؟
قطعہ حمد کی سادگی اور روانی قابلِ تائس ہے:

لے بدگاہ تو نیاز بہر فات پاک تو کار سادہ بہر

من چہ خود عن حال خویش کنم
پیش تو کا ہر است مازہم
از ہم بے نیاز آمدہ
لیک باشد بہ تو نیازہم
شب و روز است مدد طلبت
مہر و مدد وار ترک مازہم
آن کریمی کہ از عنایت تو
ہم غنا گشتہ است از ہم
چہ گدا و چہ بادشہ یکسر
بس ز ذات تو فخر و نازہم
نیک و بد را کہ می کنم تفہیم
فاوہ ہم تو امتیازہم
کاراں خادم شکستہ بیار

اے کہ ہستی تو کار سادہم (دیوان خادم، ۲۰۹)

نعتیہ قصیدہ سے دیوان کا آغاز ہوتا ہے اس کا ایک شعر انتخاب ہے :

شم سریر نبوت محمد عربی کہ ذات اذبحان است ختم صنع اللہ
ایک غزل کاتب کی زمین میں مٹی ہے جو حسب ذیل ہے :

مکس روئے سرخ آفتاب انداختہ
نئے غلط کریم دآب آفتاب انداختہ
تاندوئے آتشیں آں منقاب انداختہ
خلک مجلت در دہان آفتاب انداختہ
آں دوزخ نشین کو ہر دو سودا و گرہ
دول سودا ئیم صد پیتاب انداختہ
چشم محو تو امر و از نگاہ فتنہ ساز
مالے ماہر طرہ مست و خراب انداختہ
شب کہ بردار دزدوئے خوشی آں نقاب
مہر زان از شرم خود داد جباب انداختہ
دل ز حسرت اندرون سینہ ام نہاں گذشت
تا بر آں شلر و رباب نقاب انداختہ
چشم پرآبیرا نا دیدہ است از دست برق
آتش فیرت بجاں خود سحاب انداختہ
من کہا بنیم و گراہیتے در عسر خود
عشق خواباں و دل من اضطراب انداختہ
آتش عشق تو از نزدیک در دل مرده است
چشم ایک نشان مراد بیل آب انداختہ

اے دیوان "سودائی من" "دیوان محمدیکہ تو" سے "تلمیذہ"

خال شکین نیست گرد بست ازین مگر کھک قدرت نقطہ ہائے انتخاب اندر
 بزمین آن غزل خاتم کہ کاتب شست طبع جولانم پر خوش طرح جواب انداز (دیوان ص ۱۸۴)
 غزلیات میں داد طلب ابیات کی کمی نہیں ہے، ذیل کے انتخاب سے اہل ذوق کو کسی قدر
 اندازہ ہو سکے گا۔

معلوم نیست آہ کہ اشب ز توبہ ام دیکدہ چہ بیز جام و سبو گدست (ص ۱۸۵)

بیاد آں قد بالائے او شدم تر خاک ستر ذکہ سرود دد جلے سبزہ از خاکم (ص ۱۸۵)

شیشہ مے بلبل بہر خدا بگذاید کہ نمود است جزا و بیج کسے دمسام (ص ۱۸۳)

مہر سب کسی ماکہ داتے بعد از مرگ کسے چسراغ نیفر وقت بہر خاکم
 توفی و کوثر و طوبی و حورائے زاہد من و قرا بہ دساقی دسایہ تا کم (ص ۱۸۵)

نیست شود عشق و شہر دم گرا ز چہ رد گل گریباں چاک از کتم عدم آید بروں
 نیست جز شہر دل من عاقبت جایش دگر ہر کجا از سینہ ہر کس کہ نم آید بروں (ص ۱۹۲)

شیشہ مے بغل جام بکف خندہ بلبل در جنس حال ندانم ز کجا می آئی (ص ۱۸۳)

فی دامن بغلت نامہ چنگ آئی بن میں پس پیام صلح بے موجب کہ ایک دیدمان کوں (ص ۱۸۳)

شادم کہ گشت نامہ اعمال من سیاہ حرفی تو اں خواند ہر دوشمار بس (ص ۱۸۳)

کتوب سادہ پیش بتاں می کم دہاں ارا از خود خبر بقتلم ہم نمی کنم (۱۵۱)

جاں لب خواہد رسید از بہر استقبال و مردم کا خبر کہ از نئے وعدہ و بدافعت (۱۵۲)

یار ببحیر تم کہ زیادہ کسدام کس ہر شب گم است خواب ز چشم ستارہ یا (۱۵۳)

حیرت زدہ چون کسے نیست اور در برومن در انتظارم (۱۵۴)

در مقامے کہ ترک سر باید غفلتم بین کہ گل بدستار است (۱۵۵)

بقیمہ صفحہ ۱۷۲

(۱۵۵) مراۃ مدار لکھن پور، صنایع قنوج میں مدفون بدریغ الدین نقیب قطب المدار
احد عوام میں شاہ مدار کے نام سے مشہور بزرگ کی سوانح محمدی کے بیان میں ہے۔ اس مختصر
رسالے کی تصنیف مکھن پور میں ۱۲۵۵ھ میں ہوئی تھی۔ یہ رسالہ ۱۰ ایان محمدی نامی سال
پر مبنی ہے جو شاہ مدار کے خلیفہ قاضی محمود کنتوری نے لکھا تھا جس میں ان کے پیرو مشد کے
حالات منقول ہیں۔ اس کا دوسرا مغلطافہ اشرفی ہے جس کے مصنف شاہ مدار کے
موتوں میں تھے۔ اس رسالے کے قلمی نسخے ہندوستان کے کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ محمد
عبد الرشید ظہیر الاسلام نے اس کا اردو ترجمہ ثواب الانوار علی صاحب قطب المدار کے نام سے
فرخ آباد سے ۱۲۹۰ھ میں شائع کیا تھا۔

محمد عبد الرشید ظہیر الاسلام نے اس خدیج نام نہیں دیا ہے۔